

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 ۱۴۶۹  
 حیدر نقیہ نعت

یعنی

تصنیف نظم دل فرور مصنفہ طوطی چغتیاں نعت سید الکونین عند گیتان  
 مع رسول نقلین سبحان زبان حسان زبان مولوی محمد حسن صاحب کاکوری

از

مفتی محمد یوسف حسن صاحب شیش ماہروی

بہ قدردانی

عالیجناب بریگیڈر جنرل نواب سید ملک حنفی صاحب  
 سی ایس آئی سپاہی افواج ریاست شیر الہام ملٹری پائمنٹ گورنمنٹ ہسپتال



به جناب تنغی علی القاب

جوان جوان بخت روشن ضمیر

به دولت جوان و به تدبیر

به دانش بزرگ و به بهت بلند

بباز و دلیر و بدل هوشمند

محسن الملک جنرال حاجی حافظ نواب عبید خان صاحب

بهادر با تقا به متع المسلمین بطول حیات

و عا گو به دولت و اقبال

طیش - دلریش



# مقدمہ

”اثر خشتہ“

(جناب مولوی محمد ہمدانی صاحب اسٹنٹ مہتمم فہرست تالیف بھوپال)

## دور گزشتہ میں قابل عظمت شاعر

اُردو شاعری کے دور گزشتہ میں، داغ جلال، اسیرِ حالی، اور حسن کا کوروی آسمان  
 سخنوری کے چاند تارے تھے۔ انہیں سب سے پہلے ارکان کے مشاق اور صنعت کار ہاتھوں پر  
 اُردو شاعری کی شاندار عمارت قائم تھی اور ہندوستان کی دنیا بھر میں انہیں خشتان  
 ہستیوں کی مدد تھی۔ ان میں یوں تو ہر صاحب کمال کو اپنی خصوصیات  
 شاعرانہ کی بنا پر عزت اور امتیاز حاصل تھا لیکن دو مربیان شاعری کے سر پرستیاد  
 خاص کا تلج تھا ایک حالی دوسرے حسن، حالی مرحوم نے اُردو شاعری کی ایک عظیم  
 اصلاح کی۔ اس کے تمام قابل اعتراض اور بدنام حصے نکال کر پاک صاف بنایا اور اخلاقی  
 شاعری کی بنیاد ڈالی جس علیہ الرحمۃ نے لغت سیلم ساین صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نئی دنیا



اور نیا آسمان پیدا کر دیا اگرچہ آپ کا کلام بازاروں اور شہر کے گلی کوچوں میں نہیں آیا  
 نہ آنا چاہئے تھا، لیکن اہل نظر نے عزت کے ہاتھوں پر لیا اور حسن عقیدت کی آنکھوں  
 رکھا اور اسی کلام نے ہر مسلمان کے دل میں مصنف کی حقیقی عزت اور عظمت قائم کی  
 یہ ایسی عزت و عظمت تھی جس میں مذہبی عقیدت کا عنصر بھی شامل تھا اور یہ وہ مرتبہ  
 جو کسی عجمی شاعر کو آج تک نصیب نہیں ہوا۔

## دنیاوی عزت و وقار

مولوی محمد حسن صاحب جو کم کو اگرچہ وجاہت ظاہری کا حصہ زیادہ نہ ملا تھا  
 لیکن وہ وجاہت معنوی کی دولت سے مالا مال تھے۔ میں پوری میں جہاں وہ کالت  
 کرتے تھے ادنیٰ و اعلیٰ ہر شخص ان کی کمال عزت کرتا تھا اور ہر طبقہ کے لوگوں پر ان کا  
 بہت بڑا اثر و اقتدار تھا جتنے کہ ضلع کے حکام اور افسر بھی ان کے دائرہ اثر میں تھے  
 مختلف پیشہ و برادریوں کے لوگ خواہ ہندو ہوں یا مسلمان ان کو اپنا امام اور پیشوا  
 سمجھتے تھے اور اپنے تنازعات انہیں کے سامنے تصفیہ کے لئے پیش کرتے تھے  
 پھر مولوی محمد حسن صاحب جو کچھ فرمادیتے تھے وہ آسمانی وحی سمجھا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ  
 کنجڑوں میں تباہی مچنے پر جھگڑا ہوا جو لوگ پیتے تھے وہ کہتے تھے کہ یہ ایک درخت کا  
 عرق ہے شراب توڑی جس کا پینا حرام ہو جو نہیں پیتے تھے وہ کہتے تھے کہ اس پر  
 بھی نشہ ہوتا ہے اس لئے نہیں پینا چاہئے۔ اس بحث نے اس قدر طول کھنچا کہ فنا  
 تک نوبت پہنچ گئی۔ تباہی مچنے والے یہ کہتے تھے کہ ہم تمہاری بات نہیں مانتے جو کچھ



مولوی صاحب کہہ دیں گے وہی مانیں گے آخر سب لوگ مولوی محمد حسن صاحب کے مکان پر آئے اور دریافت کیا کہ تاڑی پینا حرام ہے یا نہیں یہ لوگ اس وقت خوشی میں تھے مولوی محمد حسن صاحب نے بلا غور و فکر کہے کہ دیا کہ کون کتنا ہے حرام ہے جاؤ پو۔ اس فیصلے پر کچھ دنوں کا تاڑی پینے والا گروہ اپنی فتمندی پر غرے لگاتا ہوا چلا گیا۔ رات کو مولوی محمد حسن صاحب نے سب کو بلایا اس وقت وہ لوگ ہوش و حواس میں تھے اس لئے ان کو بٹھا کر سمجھا دیا کہ تاڑی پینا جائز نہیں ہے اور بہت بُری چیز ہے وغیرہ وغیرہ سب لوگ سمعنا و اطعنا کہتے ہوئے چلے گئے اور مولوی محمد حسن صاحب کے مختصر وعظ نے ان کو آسانی و تسکین سے ہمیشہ کیلئے تائب کرا دیا۔

## قابلیت و پاکیزگی اخلاق کا اعلیٰ نمونہ

مولوی محمد حسن صاحب مرحوم نے اپنے دست و بازو سے بہت کچھ پیدا کیا اور وہ بہت بڑی جائیداد کے مالک تھے لیکن یہ اثر و اقتدار ان کا محض آسودہ حالی کی وجہ سے نہ تھا سرکار کا مرتبہ، فہم و فراست، ذاتی اور علمی قابلیت، اور سب سے بڑا اعلیٰ خلاق سے ملا کرتا ہے مولوی محمد حسن صاحب مرحوم ان خوبیوں کے پیکار مجسم تھے ان کی علمی فضیلت کے ان کے قصائد اور تنویاں شاہد عادل ہیں۔ قانون میں ان کو جو عبور حاصل تھا اور جو محکات اور باریکیاں ان کو سوجھ جاتی تھیں وہ ایک مشہور واقعہ ہے وہ اپنے فریق مقابل کی طولانی تقریر کے جواب میں صرف دو لفظ زبان سے کہہ دیا کرتے تھے یا کاغذ پر لکھ کر



عدالت میں پیش کر دیتے تھے عموماً وہی لفظ طول طویل تقریر و پھہاری ہوا کرتے تھے  
 انکی اعلیٰ اخلاقی خوبیوں کے لئے چند صفات کافی نہیں وہ اپنے مذاق و عادات میں  
 بزرگان دین کا نمونہ تھے شریعت کے نہایت پابند تھے۔ نماز پجکانہ کے علاوہ  
 تہجد و چاشت و اشراق وغیرہ کی مناساز بھی کسی مانعہ نہیں ہوتی تھی۔ باوجود پیشہ وکالت کے  
 ان کے حسن معاملت و یانت داری اور راست بازی کا جواب نہ تھا۔ مزاج خفیا  
 صفائی اور نفاست پسند تھا جس کمرہ میں ان کی نشست و برخاست رہتی تھی وہ ہفت  
 صاف تہرہ رہتا تھا کہ ایک پرکاش بھی نظر نہیں آسکتا تھا۔ خدام کو بھی یہی ہدایت تھی۔  
 کہ نہایت پاک و صاف لباس میں لباس رہا کریں۔ جس وقت وہ نشست کے کمرہ میں  
 موجود ہوتے تھے اُس وقت کسی کی مجال نہ تھی کہ ذرا بھی بلند آواز سے بات کر سکے  
 شور و شغب کا کیا ذکر ہے، مسند تک لیگا کر بیٹھے رہتے تھے اور ایک چھوٹی سی گھنٹی  
 پاس رکھی رہتی تھی جس وقت کوئی کام ہو گھنٹی بجادی فوراً خادم نہایت ادب کے ساتھ  
 آکر کھڑا ہو گیا۔ مولوی من صاحب کو جو حکم دینا ہوا وہ بلا نظر ملائے دیدیا خادم نے اسی  
 وقت تعمیل کر دی۔

شان استغنا کی کیفیت تھی کہ یہی کسی رئیس کے آگے دست سوال دراز  
 نہیں کیا ان کے ایک مشہور نام عصر نے جو ان کے گہرے دوست تھے بارہا خطوط  
 ذریعہ اور زبانی ترغیب و تحریص دی کہ ریاستوں میں جا کر قصیدہ گوئی سے دولت  
 پیدا کریں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ مجھ سے یہ سبئی نہیں ہو سکتی سوا زلفت  
 خیر المرسلین صلعم کے انہوں نے کسی دنیا دار رئیس کی شان میں مدح کا ایک شعر ہی



ہنیں کہا ان کی زندگی اس ننگ سے پاک رہی کہ کسی والی ملک کے دربار میں جا کر  
 قصیدہ پڑھا ہو یا بیچ لکھی ہو۔ ان کی یہی دعا تھی کہ دربار رسالت کے سوا کسی نیا دار کو  
 آستانہ کی حسین سائی کا داغ و امن استغنا پر نہ آئے جیسا وہ ایک شعر میں ماتی ہیں  
 اسی در کی گدائی سدا سکندر ہمت کو  
 نہ جاؤں میں کہی دربار کسری میں قیصرین  
 خدا نے ان کی یہ آرزو پوری کی۔

## آدابِ اہتمامِ نعت گوئی

مولوی محمد حسن صاحب کا پیشہ شاعری نہ تھا اسی لئے وہ اپنے دیگر عم صوفیوں کی طرح  
 شعر شاعری میں مشغول نہ رہتے تھے نہ انہوں نے شاعر کی کسی کے آگے زانو سے  
 شاگردی نہ کیا نہ کسی سے اصلاح لی لیکن طبیعت میں جو ہر شاعر خدا داد تھا اس کا ظہور  
 ہونا ضروری تھا کہ کسی فکر شعر کر لیا کرتے تھے برسوں گزر جاتی تھیں لیکن ایک شعر ہی  
 موزوں نہیں کرتے تھے کہی کھتے ہی تھے تو وہ نعت میں ابتدا میں کچھ عاشقانہ  
 غزلیں کہی تھیں اور فغانِ محسنِ ثنوی کہی تھی ورنہ انہوں نے نعت کے لئے اپنی زندگی  
 وقف کر دی تھی اس سے ان کا مقصد شہرت نہ تھا بلکہ محض بہ نیت ثوابِ عبادت  
 جیسا وہ ایک خط میں تحریر کرتے ہیں جو علی حسن صاحب احسن خطا کو لکھا تھا۔

”میں نے ساری عمر یہ کسی کو استاد کیا کسی کی زبان کا پابند ہونا ایسی شاعری کا  
 قصہ کیا اس کی حاجت ہوتی کہی کہی دو چار شعر نعت کے لکھو بقصد عبادت“



جب کسی شعر کہنے پر طبیعت مائل ہوتی تو کاغذ قلم و دوات لیکر بیٹھ جاتے لیکن عام لوگوں کی طرح معمولی طریقہ سے نہیں بلکہ بڑے اہتمام اور آداب سے فکر شعر میں مصروف ہوتی اگر کی بیتیاں جلائی جاتیں اور دوسری خوشبو یون سے کمرہ مہکتا ہوتا اور با وضو مصلیٰ بیٹھ کر نعتیہ اشعار نظم فرماتے تھے۔ جب یہ اہتمام و آداب ملحوظ رکھے جائیں اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور جوش عقیدت سے سینہ لبریز ہو تو کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ فیض روح القدس کی امداد انہ شامل ہوتی گی۔

زمین شعر پر اعلیٰ مضامین عرش اعظم سے  
چلے آتے ہیں شوق مصروف نعت پیمبر میں  
ان کے کلام کی بے مثالی اور حسن قبول کار از اسی بات میں مضمر ہے۔

## محسن مرحوم کا مرتبہ شاعری

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مناجات نظامی پر بعثت حالی پر نعت سعدی ختم ہو گئی لیکن میدان سخن بہت وسیع ہے اور شاعری ایک ایسی زمین ہے کہ جو شخص محنت کرتا ہے تو خدا سے کچھ نہ کچھ ضرور دیتا ہے۔ ان جو خوش قسمت ہو جائیں اور تائید آسمانی جن کی معاون ہوتی ہے ان کو اتنا ملتا ہے کہ دوسرے شکرتے ہیں محسن مرحوم انہیں خوش قسمت شاعروں میں تھے۔

اپنے بزرگان دین کی وجہ دستاویز ہر قوم کی شاعری کا جزو رہے مسلمانوں کی نعت کا آغاز خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے ہو گیا تھا جس کی



ابتدا یک خاص شان کے ساتھ حضرت کعب بن زہیر سے ہوئی۔ اس کے بعد عرب  
 اور عجم کے شعراء نے اس صنف مبارک میں خوب سبوح آزمائیاں کیں لیکن بے مثالی کے  
 آسمان پر جو آفتاب بن کر چمکا وہ محسن کا کوڑی تھے۔ آئندہ کوئی ایسا خوش قسمت پیدا  
 ہوگا، یا نہیں؟ خدا کے علم میں ہے۔ محسن مرحوم کے نعتیہ کلام نے ایسے ارفع اور اعلیٰ  
 مقام پر جگہ پائی ہے جو اور کسی کے کلام کو نصیب نہ ہوا۔ شہیدی کا قصیدہ بہت  
 مشہور ہے اور مجالس میلاد و قوالی میں اکثر پڑھا جاتا ہے اور اس میں شک نہیں  
 کہ شہیدی نے وہ قصیدہ دلی عقیدت سے لکھا ہے۔ لیکن شاعری میں محض دلی عقیدت  
 کام نہیں دیتی اس کے لئے جو ہر خدا داد لازمی چیز ہے۔ اسی چیز کی شہیدی میں کمی تھی  
 اور یہی چیز محسن مرحوم کو کمال کے درجہ پر عطا کی گئی تھی یہی وجہ ہے کہ شہیدی کے  
 قصیدہ کو محسن مرحوم کے قصیدہ سے جو اسی زمین اور انہیں ردیف و قوافی میں لکھا  
 گیا ہے۔ وہ نسبت ہے۔ جو چراغ کو سورج سے ہے۔ اسی کلام کی بلند پایگی نے  
 محسن مرحوم کو معزز و ممتاز بنا دیا تھا اور ان کے ہم عصر استادوں کے دل میں ان کا  
 احترام پیدا کر دیا تھا۔ منشی امیر احمد صاحب مینائی نے ابجد والے قصیدہ ابیات  
 نعت کی تفسیر کی ہے اور اپنا زور قابلیت صرف کر دیا ہے۔ یہ بات حسب سہولت  
 کہ اپنے سے بلند مرتبہ شاعر کے کلام کی تفسیر کی جاتی ہے۔

## محسن مرحوم کے نعتیہ کلام کی خصوصیات

ہر شخص ایک کام کے لئے بنایا گیا ہے اور بعض کاموں کی قدرتی طور پر تقسیم



اور تقسیم کر دی گئی ہے۔ ان میں ایک شاعری بھی ہے ہر شاعر کو اصناف سخن میں سے ایک صنف سے خاص مناسبت ہوتی ہے کسی کو غزل سے کسی کو قصیدے سے و قس علیٰ ہذا اسی طرح کوئی ایک یا دو مضامین ہر شاعر کے حصہ میں آتے ہیں۔ انہیں مضامین میں شاعری کی طبیعت خوب اڑتی ہے۔ کسی کو رشک کسی کو معاملہ کسی کو اثرات عشق وغیرہ ملتے ہیں اور اس مضمون کے اشعار میں خاص امتیاز اور کیفیت ہوتی ہے محسن مرحوم کو قسام ازل نے مضمون لغت مرحمت فرمایا تھا انہوں نے ایک شعر میں خود یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ۔

ازل میں جب ہو میں نیم نعتیں محسن  
کلام نعتیہ کہامری زباں کے لئے

یہ محض شاعری نہیں ہے بلکہ واقعہ ہے یہی سبب ہے کہ محسن مرحوم کا نعتیہ کلام تمام شعراء کے نعتیہ کلام سے علانیہ ممتاز ہے اردو میں ادنیٰ و اعلیٰ اکثر شاعروں نے نعتیہ غزلیں اور قصیدے نظم کئے ہیں لیکن ان کی اشعار میں وہ کیفیت نہیں ہے جو محسن مرحوم کے اشعار میں ہے۔

جو لوگ نعت میں غزلیں وغیرہ کہتے ہیں ان کو ایک بڑی مشکل پیش آتی ہے کہ واقعیت کے دائرہ سے باہر نہیں جاسکتے اور مبالغہ میں بھی حد سے تجاوز نہیں کر سکتے اس کے علاوہ عاشقانہ غزلوں میں جو آزادی ہوتی ہے کہ جو مضمون خیال میں آیا وہ باندہ دیا ایک شعر میں معشوق کے ایسے احسان کا ذکر ہے جس کا بدلہ نہیں ہو سکتا دوسرے شعر میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے



مشتوق و ساری عمر ہی ہنس کہ بات ہی نہیں کی نعت میں یہ آزادی نہیں اس لئے شاعر کو  
 پھونک پھونک کر قدم رکنا پڑتا ہے اور عموماً آورد و تصنع ہوتا ہے اسی سبب سے سماع  
 مجلسوں میں جو نعتیہ غزلین گائی جاتی ہیں وہ ہر مسلمان کو ادب اور حسن عقیدت  
 سن لینے پر مجبور کرتی ہے لیکن ان غزلوں میں وہ لطف نہیں آتا جو عشقیہ غزلوں میں  
 آتا ہے بعض ممتاز شاعروں نے نعت میں دیوان مرتب کئے ہیں اور اپنا پورا کمال  
 شاعری صرف کر دیا ہے لیکن وہ اشعار میں کیفیت شاعرانہ پیدا نہ کر سکے نہ ان کے  
 مضامین میں کوئی جدت اور تازگی ہے یہ حسن خدا و احسن مرحوم کے کلام میں ہے  
 کہ آورد اور تصنع کا شائبہ تک نہیں اور باوجودیکہ وہ احادیث صحیحہ کا التزام کرتی تھی  
 اور واقفیت کی حد سے بال برابر ہی آگے نہیں بڑھتے تھے اس پر بھی ان کو اشعار  
 میں لطافت شاعرانہ اور طلاوت و دل کشی کوٹ کوٹ کے بہری ہوئی ہے اسی کے  
 ساتھ انہوں نے اپنی ایجا و خیر طبیعت سے نعت میں وہ تازگی اور جدت پیدا کی ہے  
 کہ ایک نیا عالم نظر آتا ہے ان کا کلام ٹپہنے سے دل میں ایک حقیقی لطف و سرور پیدا  
 ہوتا ہے۔ ان کے قصائد، رباع، خمیس، سہرسلین اور ابیات نعت کا جواب  
 نہیں ہے ان میں تازگی مضامین اور جدت خیالات کے اس قدر انبار ہیں  
 کہ پڑھنے والا محو حیرت ہو جاتا ہے۔ بادل والا قصیدہ خصوصاً اس کی تشبیب و زبان کی  
 سرمایہ تازگیوں میں سے ایک ممت زچیز ہے۔ انیسویں صدی کے محسن مرحوم نے  
 نعتیہ غزلوں کی طرف توجہ نہیں کی ورنہ اس وقت صوفی اور صوفی مذاق لوگوں کے  
 ایک بہترین ذخیرہ روح افزا ہوتا۔



## نظم دل فز

شاید یہ سب سے آخری قصیدہ ہے۔ اس میں تشبیب ہے۔ مسلسل مضمون کے  
اس بنا پر غزل نام رکھ لیا جائے اور اس حیثیت سے کہ ۷۷ اشعار میں قصیدہ  
کہہ لیجئے اور حقیقتاً قصیدہ ہی ہے گو یہ نظم محسن مرحوم کے دوسرے مشہور قصائد کی ہم پایہ نو  
تاہم باعتبار لطیف بیان بلند خیالی اور جدت و تازگی مضامین دوسرے قصائد کی کسی طرح  
کم نہیں ہے۔ دیکھئے کیا خوب کہا ہے۔

|   |   |
|---|---|
| یہاں عزیز اتر ہی کس اُجڑے ہوئے گھر میں      | ہے منزل اک مکنعان کی قلب و مضطرب        |
| لگا ہے ٹھیک اس کے ترخ نامیہ بار کو در میں   | عوض میں غمزہ کو دنیا کرشمہ کے عوض عقبے  |
| اواں کی بیج نو بستج ہی ہی ہفت کشت در میں    | بھری ہر شوکت شام ہنشی اسد اکبر میں      |
| سخت کا خزانہ ہر نگاہ بندہ پرور میں          | شجاعت کا سلخ خانہ نہان چین ابرو میں     |
| کہ اب تک چاندنی پہلی ہوئی ہے ہفت کشت در میں | میان بدر شمشیر ہلالی اس قدر چمکی        |
| کہ آئی ہفت پشت آسمان پیر چکر میں            | جوان ہاشمی کوشان سے بالائی عشرت آیا     |
| تن بے سایہ کی تصویر عکسی مہر خاور میں       | ترے انوار کا پر تو مہ کنعاں کے نقشے میں |

اسی قسم کے بلند اور دلپزیر اشعار کی وجہ سے اس قصیدے نے ہی حسن قبول کے  
تحت شاہی پر جگہ پائی۔ شعرائے ہند اس طرح پیش کی کہ قصیدے کے نقش و  
نگار سے آراستہ کیا۔

سب سے پہلی تصنیف سید طاہر علی صاحب طاہر نسخ آبادی کی حلیہ سبع



آراستہ ہو کر شائع ہوئی دوسرے رسام حرم شاگرداغ مبرور نے لکھی اس کے بعد  
 کئی شعرا میں پوری اودام پورے تفسیم لکھیں اسی طرح مارہرہ کے چار خوش منکر  
 شعرا نے بھی یہ شرف حاصل کیا یعنی علی اسن صاحب حسن سید مخدوم عالم رضا  
 سید امین صاحب دلیر اور

## یوسف حسن صنایعش ماہری

زبان پہ بار خدایا کس کا نام آیا کہ میرے نطق نے جسے مری زبان کیلئے  
 یہاں طیش صاحب کی شخصیت کے متعلق کچھ الفاظ لکھے بغیر قلم آگے نہیں  
 بڑھ سکتا اگرچہ چند الفاظ میں آپ کے کمالات کی تصویر کا خاکہ بھی تیار نہیں ہو سکتا  
 تاہم دستہ گل از چمنے، آپ کی کچھ خصوصیات حوالہ قلم کی جاتی ہیں بہر شخص کو  
 جو تھوڑا سا بھی ادبی مذاق رکھتا ہے سب سے پہلے آپ کی جو صفت اپنا گرویدہ  
 بنا لیتی ہے وہ لطیفہ گوئی بذکر سخی اور خوش بیانی ہے میں نے اپنی عمر میں دو دو کوئی  
 دیکھا جن کی باتیں سننے سے دل سیر نہیں ہوتا ایک آغا کمال الدین بنجر دوسرے  
 حضرت طیش اپنے اور اساتذہ فارسی و ہندوستان کے اشعار زیادہ تر ہم روید  
 و قافیہ اس قدر آپ کی نوک زبان پر ہیں کہ صبح سے شام اور شام سے صبح ہو جاگی  
 لیکن ذخیرہ ختم نہ ہو گا اور اس بات میں مبالغہ نہیں ہے کہ اگر شعر خوانی کا سلسلہ  
 ایک سال تک رہے تو بھی بحر سخن میں کمی نہ ہوگی اسی طرح لطائف و ظرائف کا  
 ایک دریا آپ کے سینے میں بہا ہوا ہے آپ کا طرز شعر خوانی اس قدر دل پسند



کہ شعر سے زیادہ آپ کے پڑھنے میں لطف آتا ہے شبلی مرحوم کہا کرتے تھے کہ شعر کو سب سے اچھا پڑھنے والا میں نے اپنی مدتِ عمر میں ایک نو سنر سرور جنی نامہ کو دیکھا دوسرے یوسف حسن طیش کو اس تعریف میں کوئی مبالغہ نہیں ایک حقیقت ہے کہ طیش صاحب ہی کو سنا کر معلوم ہوتا ہے کہ شعر کس طرح پڑا جاتا ہے۔ یا کس طرح پڑنا چاہئے۔ مولوی محسن صاحب مرحوم نے بھی اپنے ایک گرامی نامہ میں طیش صاحب کو لکھا تھا کہ۔

”تمہارے مرتبہ پڑھنے کی طرز مجھے ازب پسند آئی“

ہندوستان کے نام نامی ذاکرین سے معرکہ رہے لیکن ہر موقع پر میدانِ آپ کی کواہت رہا۔ شاعری ملکہِ خداداد ہے۔ اور مبد ر فیاض نے آپ کو نہایت سچ مذاق سخن بھی ودیعت فرمایا ہے۔ اس فن میں آپ کے اقراں و امثال میں کوئی ہمنما نہیں۔ شعر گوئی کا نکات اور باریکیوں میں مہارت الفاظ و معنی کی پستی و بلندی کا امتیاز کامل بلند فکر و تلاش مضمون اور حسن ترکیب آپ کی بے حد قابل تحسین خصوصیات ہیں ان خوبیوں کے ساتھ چونکہ آپ ایک فطرتی شاعر ہیں اس لئے آپ کے اشعار میں وہ کیفیت موجود ہے جس سے دل کو حقیقی خوش گواری اور لطف حاصل ہوتا ہے یہاں نمونہ چند اشعار نقل کئے جاتے ہیں جن سے آپ کے مرتبہ شاعری کا اندازہ ہو سکے گا۔

خدا جانے غضبِ اُمین کی وہ بایوسیاں کیا جو امیدوں سے پہلے آئی ہیں امیدوں میں دعا کو ماتہ اُٹھے دیکھ کر میری گمباری کہ سب سے پوچھتے پڑتی ہیں تاثیر دعا کیا ہے



نظر کی ناتوانی یہ کہ اُسٹنائک اسے دوہر  
مرضِ غم کو یہ حسرت کہ کچھ کہہ دے اشد نہیں  
ہم امتحان ترا کر چکے ہیں خوب لے بوت پڑے جو وقت کسی پر کہی نہ تو آئے  
مولانا شبلی مرحوم جیسے سخن فہم آپ کے اشعار سے بہت لطف اندوز ہوا کرتا تھا  
اور آپ کے بعض اشعار پر نہایت خوشگوار دلی تھی ان میں سے چند ذیل ہیں درج کرو  
جاتے ہیں۔

ہم ہی پوچھتے پھرتے ہیں زمانہ بہر سے  
جن کی تقدیر بگڑ جاتی ہے کیا کرتے ہیں  
تیرے گہرانے سے اوصیا کیا غرت ملی  
دل میں رکھتے ہیں ہمیشہ مرغبتانی مجھے  
نہ دیکھا مرگ کا غا ہاں کسی کو پیری میں  
غضب ہے موت کی حسرت مجھ شباب میں  
دل سو تم۔ تم سے دل یو انا زک  
سب سے نازک معاملہ دل کا  
چپے کی کتابوں جو بے خودی میں کتاب ہوں  
ہزار نقش کش کھنڈ پائے غیر دیکھے ہیں  
دل سو تم۔ تم سے دل یو انا زک  
سب سے نازک معاملہ دل کا  
چپے کی کتابوں جو بے خودی میں کتاب ہوں  
ہزار نقش کش کھنڈ پائے غیر دیکھے ہیں  
دل سو تم۔ تم سے دل یو انا زک  
سب سے نازک معاملہ دل کا  
چپے کی کتابوں جو بے خودی میں کتاب ہوں  
ہزار نقش کش کھنڈ پائے غیر دیکھے ہیں

لیکن زوجہ  
ایک سال تک  
ایک دن

ممدوح نے علی حسن صاحب حسن کو لکھا خط میں آپ کے متعلق لکھا تھا کہ۔  
"اس لڑکی کی لیاقت میں ذرا ہی پائی جو مرزا ابیرانیس میں تھی۔"  
دل آویز خصوصیات کی وجہ سے مولوی حسن صاحب مرحوم کو طبیعت صاحب



نہایت درجہ محبت و شفقت تھی اور آپ کی شاعرانہ نکتہ سنجیوں کی بے حد قدر فرماتے تھے اور آپ کو یہی مولوی صاحب مدوح سے کمال درجہ عقیدت تھی ایسی صورت میں غیر ممکن تھا کہ نظم "دل افروز" کی شرف تضمین سے طیش صاحب محروم رہتے۔

## سب سے مشکل صنف

میں شاعر نہیں لیکن قیاس کتاب ہے کہ تمام اصناف شاعری میں تضمین سے زیادہ کوئی صنف مشکل نہیں کیونکہ تضمین کرنے والے کو اصلی شاعر کے کمال شعر کو مکمل مفصل کو مجمل اور شرح کو مبہم فرض کر لینا پڑتا ہے۔ پھر ایسے شعر کے بہم پہنچانا پڑتا ہے جو اصل شعر سے دست و گریبان ہوں اور جو اصل شعر کو مبہم مجمل وغیرہ فرض کیا تھا اس کا ثبوت ہونے کا ظاہر ہے کہ اس میں ایک ماہر اور مشاق شاعر کا بھی کامیابی کا آسان نہیں ہے طیش صاحب نے جیسی تضمین کی ہے وہ ان کی حسن قابلیت اور کمال فن کا مزید ثبوت ہے اور ہر شخص کو آپ کی تضمین پڑھ کر اعتراف کرنا پڑے گا کہ آپ بہت ہی حد تک کامیابی ہوئی ہے۔

اس سے پہلے اس قصیدہ (نظم دل افروز) کی جس قدر تضمینیں کی گئی ہیں ہمارا فرض تھا کہ طیش صاحب کی تضمین سے سب کا مقابلہ کرتے اور رسم کے مطابق آپ کی تضمین کو ترجیح دیتے لیکن اول تو ہمارے پاس سب کی تضمینیں نہیں اور نہ ہم نے دیکھیں کہ نہیں اس لئے ہم دعویٰ نہیں کر سکتے کہ طیش صاحب کی تضمین سب سے بلند و برتر ہے۔ صرف ایک تضمین کی حسن و قسا حسن کی اور ایک منشی سید



مخد طاہر علی صاحب طاہر سرخ آبادی کی ہمارے پیش نظر ہے صحت لان دوسے  
 کیا مقابلہ کیا جائے اگر مقابلہ ہی کریں تو انصاف بالائے طاعت است کبھی طیش ضا  
 آسمان پر چڑھنا پڑے گا اور کسی بند میں اسن صاحب یا طاہر سرخ آبادی صاحب کو  
 تاہم ہماری ذاتی رائے یہ ہے کہ بحیثیت محسن و طیش صاحب کی تفسیم کو ترجیح دے  
 اور بغیر کسی شیخ کے اسن صاحب طاہر سرخ آبادی صاحب اور طیش صاحب کے  
 ابتدائی تین بند نقل کر کے فیصلہ ناظرین کے سپرد کرتے ہیں۔

## حسن

ضیاء حق سے عبادت کے روئے منو میں      طلوع تھی نہیں جس کا نشان خورشید خاور میں  
 سبب اس کا یہ فرماتے تھے وہ ہر زبہم طہریں      ہے منزل اک مکناں کی قلب مضطرب میں  
 یہ مہمان عزیز اتر ہے کس اُجڑے ہوئے گھر میں  
 نہ گھر کی طرح گھر ہو اور نہ کچھ سماں گھر میں      نہ اتنی استطاعت جتنی ہوتی ہے تو گھر میں  
 نہ کیوں پھر آج بخت بختوں ن ہو دیڈ تر میں      ہے منزل اک مکناں کی قلب مضطرب میں  
 یہ مہمان عزیز اتر ہے کس اُجڑے ہوئے گھر میں  
 پیانہ گامہ حشر آج ہے دربارِ داو میں      نہیں کچھ امتیاز باہمی خوش و براور میں  
 پڑی ہے اپنی اپنی سب میں اپنی چکر میں      نہ کوئی پوچھتا ہے اور نہ ذکر اس کا ہر دہر میں  
 بڑا دیوانہ ہے محسن کہاں آیا ہر محشر میں



سید طاہر علی صاحب طاہر فرخ آبادی فرماتے ہیں۔

کئی دن سو ہے دریا کا ملاحظہ دیدہ تریں کوئی سامان راحت کانٹیں اپنی مقدر میں  
عجب الماؤں میں حیرت میں میری عقل حکم میں ہو منزل اک مکناں کی قلبی رستہ میں  
یہ جہانِ عزیز اتر آئے کس اُجڑی ہوئے گھر میں

مجمع جب اہل حشر کا سرکار داور میں سراسیمہ نظر آیا ہی دربار برتر میں  
رحمت نے کہا جنت کو جا کیوں چکریں نہ کوئی پوچھا ہو اور نہ ذکر اس کی دفتر میں  
بڑا دیوانہ ہے محسن کہاں آیا ہر محشر میں

انہیں اشعار پریش صاحب نے جو مصرعے لکھنے ہیں وہ ناظرین

آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں فقط

۲۰ اپریل ۱۹۲۲ء





# نذر عقیقت

به امید شفاعت

بمختور شیع المذنبین رحمۃ للعالمین رسول العالمین سیدنا محمد مصطفیٰ

احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و صحابہ و بارک وسلم

یوسف حسن طیش



یہ مجنوں کی طرح ہم مبتلا ہیں عشق دلبر میں      یہ مثل کوہن سودے باطل ہو کوئی سر میں  
 کچھ اور ہی نقشہ یہاں چشم شاہ گریں      ہے منزل ک مہ کنعاں کی قلب مضطرب  
 یہ مہمان عزیز اترتا ہے کس اُجڑے گھر میں  
 نہ دن چین کو ملتا ہے خیالِ روداد نور میں      نہ نیند آتی ہے شک کو عشق کیسے معبر میں  
 کوئی تشریف فرما ہے دلِ آشوبِ تریں      ہے منزل اک مسکناں کی قلب مضطرب  
 یہ مہمان عزیز اترتا ہے کس اُجڑے گھر میں  
 پریشانی کیسی ہے پڑا ہے کیوں چپکڑ میں      نجاتِ طیش لکھدی پہلوی اسکو مقدمین  
 ہوا ہر قید سے آزاد مداحی سُر میں      نہ کوئی پوچھتا ہے اور نہ ذکر اس کا ہر دفتر میں  
 بڑا دیوانہ ہے محسن کہاں آیا ہے محشر میں  
 خوشی کو شعلہ ہے عشق اٹھیں قلبِ رزائیں      گریباں صبر آجایہ دستِ دافرائیں  
 جنوں کی کیفیت پیدا ہو پاؤ دستِ پامیں      نئی الفت کا میٹھا درد ہو تقسیم اعضا میں  
 کہ بستمِ طغیانِ شک کی ہے دیدہ تریں



سے متبہام اور عشق و شوق شیریں  
 کئی ہوا شک شیریں کی نہ چشمان تنہا میں  
 یہ شربت ان کاٹوروں کے بڑے بزمِ غم افزا میں  
 نئی الفت کا میٹھا درد ہو تقسیم اعضا میں  
 کہ البسم طفلِ ارشک کی ہے دیدہ تر میں

وہی گریہ ہی ہوا شکباری ایک حالت پر  
 وہی رنگِ فغان و آہ و زاری ایک حالت پر  
 وہی الجھن وہی خستہ کاری ایک حالت پر  
 وصالِ حیر میں ہی بقراری ایک حالت پر  
 نہیں کیا اک گھڑی کا چین بھی میرے قدر میں

تغافل ہی کسی بے مہر کا کیا مستان ہے  
 کہ چہر تو بھی ایسے جانگزا فقر و سنا ہے  
 لک جانِ حزیں پر اور اک نشتر کا آہ ہے  
 خدا کی واسطے اور قیس مجھ کو کیوں بھلاتا ہے  
 نہ کھنا تھا کہ ہے کچھ کچھ مروت میرے دل میں

دل گردوں سے کب تک پاؤں آتشین ہوگی  
 بدن میں عین سی کس وقت یہ جانِ حزیں ہوگی  
 کسی صورت سے کیوں دل اندوہ گین ہوگی  
 شمعِ سہراں آہی آج ہی کیا طو نہیں ہوگی  
 اندھیرا جبک گیا وقت نماز صبحِ محشر میں

خیالِ لعلِ نور کا بہت قیدِ سناں میں  
 بنا کم مایہ ضبطِ آہ سے چشمِ عناد دل میں  
 برنگِ بوجھل جاؤں اب تو اس کی مٹھلی میں  
 جھجھکے مجھ کو یہ دلیر باکو غنچہ دل میں  
 بہارا کے برس کے مجھے زندانِ دل میں

عبادت کو اپنے قاعدہ دل سے بھلا میں  
 برائے شہتہ دل کا خون پاتھر پر لگا ہے میں  
 نمازوں کو سامہ آخری رکعت کے پاؤں میں  
 یہ شمشیرِ بربطوں نو سر جھکا ہے میں  
 ہماری بندگی کا سجدہ خراب میر میں



تراہی ذکر ہے دن رات ہر جلسے میں مجھ میں تراہی داغ ہولے میں دلتا سے عناد دل میں  
رخ پر نور تیرا جلوہ انگن باہ کمال میں کہی ہے مشکل موزوں تیری ہر آمینہ دل میں  
ہے اک عصر ترے قد کا ہزاروں بحر کی ہو میں

طبیعت فطرتاً تو میری عصیاں ہی پائے مگر تو یہ بھی کر سکتا ہوں یہ قدرت ہی حاصل ہے  
یقدرت ہی جو حاصل ہو تو کیا وہی مراد لے کر اچھا خواب غفلت کا تو ہے آساں یہ شکل ہے  
کہ حیرت کا ہر وسعہ مجھ کو چھینٹے نے نہ دشمن میں

حیا کو ہی توجہ کچھ نہ تھی تھا حسن پے پڑا یہ صورت تھی کہ سودا تھا کبھی مہنگا کبھی سستا  
ہوا اب شوخیوں کو عہد میں وہ جو مناسب تھا عوض میں غمزیک دنیا کر شمع کی عوض عقیقہ  
لگا ہے ٹھیک ایک زخم میاں کے در میں

چھٹل کر نور کی افشان جبین شعر روشن ہو اڑا کر باد لیلی شاہد الفاظ کو چپا در  
پہنا کر جگمگاتے موتیوں کا عظم کو زیور ہے جی میں اس غزل کی بحر میں ہر دیکھے کو ہر  
کہ تاب جلوہ حسن بیاں ہوا پے تیر میں

وہ فن شعر گوئی میں ہی تیبہ مدح اگر مے سے مقابل ہو نہیں سکتے فصیحان جہاں ہم  
کہ وہ اچھی طرح یسٹن چکی ہیں ساری عالم سے زمین شعر پر اعلیٰ مضامین و عرش عظم سے  
چلے آتے ہیں شوقِ مصروفِ نعت پیمبر میں

طبیعت کہتی ہو دریا روانی سیکہ لے ہم کو دوات اس وقت پانی مانگتی ہو چاہے عزم  
نہیں رتبے میں کم قرطاس ہی لوحِ مکرم کو زمین شعر پر اعلیٰ مضامین و عرش عظم سے  
چلے آتے ہیں شوقِ مصروفِ نعت پیمبر میں۔

اڑا سکتا نہیں چہرہ با اگر اشعار محسن کا  
 ہے دلدادہ طرزِ شوخی گفتار محسن کا  
 بنے مرچ زور کا کب گوہر بار محسن کا  
 حسد کیوں لامکاں پروازی آرزو محسن کا  
 کسی دن معرکہ ہوگا عطار و میں سخنور میں

## مطلع اولی

شمیم جانفزا پہلی کیا یک بحر میں رہیں  
 بسی خوشبودی خست بخش ہر دیوار میں رہیں  
 مہک اٹھانے مایہ عطری بیری گہری رہیں  
 ہوا عالمِ مغرب صبح میلادِ سب میں رہیں  
 بسا ہے نالہ جانسوز بلبل تک گل تر میں

## مطلع ثانی

حسیناں چمن سب غرق ہیں ہونو کز تیرا  
 گلونکو سرخ جوڑے رہے ہیں شکر و غنیمت  
 ترانے بلند تو گونجتے ہیں یوں چمن میں  
 بیمار آئی ہر شب بکرو دیا رخلد و کوثر میں  
 ابد تک لب خزان موتی رہے ہونو کی چادر میں



# مطلع ثالث

مخالفت ہیں اسی آواز کو سن سنے پکاریا      اسی سے اوس پڑ جاتی ہے ہر بے دین کو گھر میں  
 پریشاں ہے غرور کفر تک کفار کو میں      بہری ہے شوکت شاہنشتی ابد اکبر میں  
 اذان کی تیغ نوبت بج رہی ہے ہفت کشور میں  
 خم کیسے مشک افشان کی پیہم عالیہائی      رخ رنگین کی رنگینی قدر عنا کی عینائی  
 رسالت کی جلالت معجزات حق کی یکتائی      نبوت کا تخیل صفا کی مسند آرائی  
 فلک کے ہفت ایلیمند زمین کو ہفت کشور میں  
 ہزار اعجاز کے نگین ایک کتا رکیسویں      برسے ہیں اک لکھ سرا رانی ہر زن مویشی  
 یہ قدرت کا پورا زور شامل دست و بازو      شجاعت کا نہ نماں بہر چین ابرو میں  
 سخاوت کا خزانہ ہر نگاہ بندہ پرور میں  
 کچھ ایسی ضرب تھی ہر پہاڑ عالم کی      کہ تا مشرق و مغرب ہاں تھی تیغ خیم کی  
 شجاعوں کو بیداوی دستاں سہاڑ ستم کی      میان بدر شمشیر سلامی اس قدر چمکی  
 کہ اب تک چاندنی پہلی مونی ہر ہفت کشور میں  
 گل خسار میں رنگ گل گازیار محسبوی      درودن حضرت ہیں در شہوار محسبوی  
 حیا لودہ نظروں سے عیاں آثار محسبوی      ہوا سے امداد مطاع انوار محسبوی  
 شرف کی پہلی منزل تھی بنی باہم کی ختم میں

صفا از بس جو دیکھی حق نہ سینے کو سینے میں جلا کی اور دنیٰ حق نہ سینے کو سینے میں

عجب اک چیز رکھی حق کو سینے کو سینے میں ہر اہل لہٰذنی حق نہ سینے کو سینے میں

کہ لہریں لہ رہے ہیں بحر مواج آپ کی بریں

بسا کر بے جنت سے ہشام سید عالم منور کر کے کحل مفت سحر و جبرہ اکرم

نئی ہر روز آیات مظہر بیچ کر دے عیان فرما کے نور ملک عالم تکمیل و تسلیم

کلام پاک کے تارے اُتارے قلب اللہ میں

ہدایت کی ہوا چلتی رہی ذات مقدس سے ضلالت کی بلا ملتی رہی ذات مقدس سے

زراعت کفر کی جلتی رہی ذات مقدس سے عبادت پھولتی پھلتی رہی ذات مقدس سے

ریاضت باغ باغ آکر موئی پاکیزہ پیکر میں

ہو مرتبہ دو بالا رونق افروزی حضرت سے نہ رکھا آپ نے محروم اس کو ہی عنایت سے

عجب تہہ اُسے حاصل ہوا خوبی قسمت طواف اپنا کر رکعہ یقین سے اس سعادت سے

کہ خطبہ تہاشہ کو نین کا تفت دیر میں رہا

نخ پر نور حضرت کو مقابل خیر ہو جائیں نہ برج رسالت کو مقابل خیر ہو جائیں

جمالِ باکراست کو مقابل خیر ہو جائیں نگاہیں مہر طاعت کو مقابل خیر ہو جائیں

شب معراج اگر کا جل نہوتی چشمِ اختر میں

ہاں موقع جو اُس کو غاشیہ بردار بننے کا تو کیف و جد طاری ہو گیا جبریل پر ایسا

حراسِ آتنے نہ تو بر جا جو بسمِ اللہ بھی کتا پہلا ہاتھ نہ بسمِ سبحانِ الٰہی اسریٰ

جب آیا خانہ زینِ براقِ برق پیکر میں



مقدر نے بدل دی واہ کیا صورت بجاالی کی      ملی کیا داد سرگردانی و آشفۃ حالی کی  
 بدل دی سرفرازی سے تنہا پائمالی کی      فلک نے آبر و پائی جو چتر فرقِ عالی کی  
 در شہوارِ انجم ہو گئے داخلِ پنہاوریں

بہت کچھ کمکشان کو فکر تھی اپنی بجاالی کی      عصا بردار بنکر دور سب آشفۃ حالی کی  
 جو نکلی سپرِ اطلس کی تنہا پائمالی کی      فلک نے آبر و پائی جو چتر فرقِ عالی کی  
 در شہوارِ انجم ہو گئے داخلِ پنہاوریں

قدمِ راہِ محبت میں بڑے آدم و عیسیٰ      چلے لینے کو دل سے لو لگا کر آدم و عیسیٰ  
 مگر س شوق سے اول بجا کر آدم و عیسیٰ      یہ استقبالِ یامر حباے آدم و عیسیٰ  
 جو پہونچا خدمت والا پیر عانی برادر میں

بہت مدت کرتا از بسکہ مشتاقِ قدمبوسی      سنی جب آمد آتشِ شوقِ مقدر بھر کی  
 کہڑا تھا لو لگائے شام سے راز راہ و سوزی      یہ بیضا چراغِ طور سے روشن کئی دستی  
 کہ سجدے میں جہکا ہوگا اندھیرا رستے بہریں

برہی ایسی تجسلی ہو گئی پُر نور بستی      ذرا سی دیر میں ظلمت کی مٹ کر گہنی بستی  
 یہ جوشِ شوقِ خدمت تھا کہ باوصفِ بستی      یہ بیضا براہِ پیشبندی سے چلا دستی  
 کہ سجدے میں جہکا ہوگا اندھیرا رستے بہریں

امید عاصیاں خستہ و استزدانیت      ہزاراں تافہ پچین جسم زلف پریشانیت  
 فلکِ مصلحتِ چراغِ طور بر خسارتِ تابانیت      دعا یوسف کی اے ہر دلعزیز انجم بہ قربانیت  
 نہ ہے پیرا ہن محسوبی خالقِ تری بریں

نہ ہے جاہ و شرف عز و وقار خلعت قدسی قدس خلعت قدسی نثار خلعت قدسی

زبانِ حور و صفت بہار خلعت قدسی قلمِ ادب و کلام دستِ نگار خلعت قدسی

کہ ساتوں پارچے ٹیک کے تیرے جسمِ اہل میں

نہ دیکھا مہماں ایسا کوئی دیشاں فی حق کت نہ دیکھی کسی مہماں کی توقیر بہ عزت

تخلت اور پھر کیسی تکلف سے ہوئی دعوت ملے شکریہ میں اُس بت شکنِ خانِ نعمت

یہ مہمانی ہوئی باغِ خلیل بن آذر میں

اسد کو خوف سے روپوش برجِ ثور میں پایا گرا دستِ عطار سے قلمِ مرجعِ تہرا پایا

قمر منزل بدل کر ہٹ گیا اس درجہ شہزادہ جوان ہاشمی کشتان سے باہر عرشِ آیا

کہ آئی ہفت پشت آسمانِ پیرِ حکیم میں

بڑھ گیا اُڑنی بخشیں بڑی تکرار و محبت تھی غرور اس کا بجا تھا اور بجاتی اُلی ہی شہنشاہی

ہم دونوں میں جسیر تن گئی وہ بات تھی اتنی فلک کو عرش پر تہا تا ز تقدیم قدم بوسی

مگر دیکھا تو کعبہ چپ چکا تھا پہلے نمبر میں

بڑا بڑہ کرینت نذر کی سلطانِ عالم کے امانت تھی بے عجلت نذر کی سلطانِ عالم کے

پنے کسبِ سعادت نذر کی سلطانِ عالم کے کلید بات حنیت نذر کی سلطانِ عالم کے

سہری پولون کی مہکا لڑی غلوں تری گھر میں

رکابِ سفرِ عالم میں کی بالادوئی اچھی اُڑا جب تک کہ برقِ اُٹنے کی طاقت تھی

مگر کیا تاب ترک و تازہ جب تم اپنی ہوئی نہ کیوں جدا دہ ختم ہو جبریل کی عرضی

کہ شمعِ قرب نے تاثیر کی پروانے کے پر میں

امانت کیا امانت نذر کی سلطانِ عالم کے



کوئی پردانہ تھا معراج میں نامِ خدا باقی جو باقی تھا تو اک جگرِ انیاز و ناز کا باقی  
 حجابِ لب سے جب اُٹھ جائیں تو پھر کیا کیا باقی بقیہ قریب قریب ہیں آپ پہنچے تو نہ تھا باقی  
 پر سے یک تیر کا پلکنا کشا و کمانا میں

تو ہم میں فقط اک حرف ہی فُی ڈال رکھتا تھا کما رازِ نعت اُٹھ گیا جب میم کا پروا  
 نہ تھی چپستان ایسی کہ تھا ڈھواڑ مل دنا تعجب کیا معما کھل گیا اگر میم حسد کا  
 کہ ہے نیرنگ بیزنگی ہمیشہ ننگ دیا میں

طلسم کن کی صورتِ قفلِ ابجد یہ تھی تو یا کلامِ معنی سے نہ اسکو توڑا اسکو بھی کھو  
 خوش قسمت دوتی میں پائی یکتائی اُس پار تعجب کیا معما کھل گیا اگر میم حسد کا  
 کہ ہے نیرنگ بیزنگی ہمیشہ ننگ دیا میں

تن بے سایہ اک نواخ کا جزوِ مطاق ہے ضیاءِ مہرِ نورِ دورِ پُرِ پری بخت ہے  
 جدا ہے صورتاً معنا جو کشتی ہو وہ زورِ حق ہو خدا کا نام حق ہی مستحق ہے  
 نہان سرِ حقیقت ہے مجازِ ذاتِ اظہر میں

بہیمِ احس کو واعظیہ وہی صنمِ وایِ فنا ہے تن بے سایہ حضرتِ ظہورِ نورِ مطاق ہے  
 جدا ہے صورتاً معنا جو کشتی ہو وہ زورِ حق ہے خدا کا نام حق ہی مستحق ہے کا نام ہی حق ہو  
 نہان سرِ حقیقت ہے مجازِ ذاتِ اظہر میں

اگر میرا گزر ہو جاں اہل دل کی محفل میں تو کس کس شوقِ سدا کی طیش کس کس کتابل میں  
 پڑھوں یہ شعر ہو کر قبلہ و تصدیقِ کمال میں گھر اُس کا کعبہ اور اس کے کعبہ دل میں  
 خدا ہے اُس کے گھر اور وہ خدا ہی پال کے گھر میں

گل افشائی مضمونوں سے مچھل تختہ گلشن  
یہ ہوا نبار پہولوں کا کہ اک پہولوں کا ہون  
نظر آئے زمین شعر رشک وادی این  
پڑھوں اک قطعہ پڑھوں جس کا مطلع روشن  
لکھیں لوح بیاض آفتاب صبح محشر میں

## مطلع

دلوں سے سب کے مٹ چکی اُلوہی دھیر  
مہر بہی حل ہو جائیگا سرکارِ داور میں  
اشارے سے تباہ دین گوتھے دربارِ برتر میں  
اٹھیں گی انگلیاں گلے کی تیری سمت محشر میں  
جو پوچھیں گے کس کا دل آج اشد گہر میں

کیا نشیں تجکو خدا نے بزمِ اسکان میں  
ترے نورِ سراپا نے بہرا ہے نورِ ایمان میں  
ترے اوصافِ بجد جا بجا مرقومِ قراں میں  
ترا اسمِ گرامی زیرِ رسمِ اللہ عسناں میں  
ازل کے ہر صفحے میں بد کو ہر ستر میں

یہ خوش روئی یہ زیبائی کہاں انساں کو نقشے میں  
پری ہو جان تیری نورِ سوا ایمان کو نقشے میں  
کہاں تجسا کوئی اس عالمِ ہکاں کے نقشے میں  
ترے انوار کا پرتو نہ کتناں کو نقشے میں  
تن بے سایہ کی تصویرِ عکس مہرِ خاور میں

تجھے کو اے محمد فوق ہر سب پر جاہت میں  
وجاہت کیسی تو افضل ہر سب سے جاہِ دہشت میں  
سعادت میں سخاوت میں شعلہ بخت میں قوت میں  
حسب میں اور نسب میں اور شرافت میں کرامت میں  
نہ تیرا مثل منظر میں نہ تیرا مثل منظر میں

نئی تیر کی ہوئی عمران کے نقشے میں



وہی سمجھیں گے کچھ رتبہ نبی کا عقل ہے جن میں جو میں کو تو نظر نادان لایا عقل میں کن میں  
 ہزاروں خوبیاں ان میں ہیں لاکھوں صفت اور جن دل بیدار کا مانند ظاہر میں نہ باطن میں  
 ضمیر پاک کا ثانی نہ مظهر میں نہ مضمین میں

ہے مسجودِ خلاق ترا سنگ آستان بیشک ترا بیت مقدس مرجع قدوسیوں بیشک  
 شیعہ المذنبین بیشک شہ کوں و مکان بیشک تری ہی نور سے نکلا زمین آسمان بیشک  
 نہاں تھے ماضی و مستقبل حال ایک مصدر میں

نہ ہوتا تو تول سکتے نہ اخلاص جہاں بیشک عناصر میں بہم ہوتا نہ ربط جاوداں بیشک  
 نہیں تیری سوا وجود کن مکان بیشک تری ہی نور سے نکلا زمین آسمان بیشک  
 نہاں تھی ماضی و مستقبل حال ایک مصدر میں

بہر ہی صفت کیا کیا تری اصحابِ کرم میں عیاں ہر سبک جلوہ تیری اصحابِ کرم میں  
 صفات ذات یحییٰ تیرے اصحابِ کرم میں دم شمشیر موسیٰ تیرے اصحابِ کرم میں  
 کمال آلِ برابیم تیری آلِ طہ میں

غلط ہے اگر رسولانِ سلف سے تجھ کو نسبت دیں خطبہ ناسخ تو ریت قرآن کے برگ جمیں  
 تامل ہو جنہیں کچھ ہی وہ آنکھیں کھول کر کہیں وقار ہیبت ہارون سے عباسِ حمزہ میں  
 جلال تیغ یو تیغ سلیمان ابو ذر میں

ہوئی جمع تہہ میں ہر نبی کی ایک خوبی عیاں تجھی شان عاشقی و شان محبوبی  
 تری ہر لکڑی میں ہے ایک اک خوش سلیبی تری نسبت حسن یوسفی و صبر ایوبی  
 گل اندازانِ جنت سب سے مرہونِ اکبر میں

چلگی اب کچھ المیہ کی سستہ بلانویں کوئی دقت کوئی مشکل پیش آئیگی جانیں  
پہنچ جائیگا اپنا طائر جاں آشیانیہیں رہ جنت ملی ہے آکے تیرے آشیانیہ میں

شیم خلد کو پے کی نسیم روح پرور میں

رخ پر نور کا تیرے کمان تک نور پیلا ہے تصور جا نہیں سکتا جانتا تک نور پیلا ہے  
جہان ہے اور عالم وہاں تک نور پیلا ہے تو وہ کو کب جس کا لامکان تک نور پیلا ہے  
نہیں ہر اس شرف کا کوئی تارا آسمان میں

مہ و خورشید کہتے ہیں ہمارا ذکر ہی کیا ہے کہ جو کچھ نور ہے ہم میں وہ تیری رخ کا صدف  
ہمارا ہی روشنی سے بس فقط معمور دنیا ہے تو وہ کو کب جس کا لامکان تک نور پیلا ہے  
نہیں ہر اس شرف کا کوئی تارا آسمان میں

نہیں تنک نوح و اسماعیل و موسیٰ کی سیانیں خلیاں یوسف و یعقوب و عیسیٰ کی نبوت میں  
مگر نسبت نہیں کچھ تجھ سے ان کو جاہ و ثروت میں نہیں ہر اور بنوگی اور کو طاع میں قسمت میں  
جو تیری منزلت جو قدر ہر مگر راویں

منہ بے لبتابے حشر میں گنہگاروں کو جزا کے مستحق دیکھنا میں خود بدلت کی شفاعت کے  
و مائیں مانگتے ہیں گنہگاروں کی قیامت کے وہ دن جلد آکر یا رب جب تیرے اعمال کے  
قریب عرش کرسی ہو تری دربار برتر میں

بریت کی خبر سننے ہی بھولیں رخ آفت کو معافی کا ملے پروانہ مایوسان قسمت کو  
پے جائیں یہ جانتے کھیلے گا راجست کو گنہگار ان اُمت کی صفائی کی شہادت کو  
تری چشم عنایت مہر ہو ہر ایک محضر میں



فرشتے عاصیوں کو لائیں جب سرکار عالی میں مثال بیدار زان میں جب سرکار عالی میں  
کٹری ہوں منفعل شرمائیں جب سرکار عالی میں کیا رپے پوچھ جائیں جب سرکار عالی میں

ندامت و صغار منہ چپا لیں پناہ میں

بڑی دودی بڑی ہلچل پڑی ہو اس عداوت میں کیسے کوئی کام آتا ہو اس پنج وافت میں  
پڑی ہو سب کو اپنی اپنی عرصات قیامت میں معافی کی مل جائے گی جو ایسی حالت میں

کہ دیگر عرصان پر حکم کے داخل ہوں دیر میں

نظر میں تھی وہ پرستش اور وہ ہنگام قیامت کا عیان تھا آپ سب حال و ذرخ کی عفویت کا  
خیال از بسکہ تھا ہر دم گنہگار ان امت کا عجیب کر کہیں حضرت زدامت کی لطیف

چلکے لے لیا دوزخ کے کارندوں کے دم پرین

گنہ جو بن پڑے ہیں سب کے ہیں شوق جہنم میں گردن بات رہتا ہوں اس اندیشہ و کلفت میں  
کہ وہ رحمت کا حصہ ہیں بجائے اس قابضین کرا انا کا تبین ایتد تشریف شفاعت میں

کہیں لکھ دین نام اپنا گنہگاروں کے دفتر میں

تیرا خادم ہو رضوان مالکِ خلد برین تو ہو گنہگاروں کا حامی حشر میں کوئی نصیر تو ہو  
پکاریں ہم مصیبت میں جہاں بھگدو میں تو غرض ہر جہاں شفیعِ رحمت اللعالمین تو ہے

زیریں میں آسمان میں جنت المادئی میں محشر میں

پھوڑیں گز فرشتے عرش پر لاکھوں برس لکھنا قیامت تک ہے جاری برابر ہر س لکھنا  
مگر آخر یہ کہہ چوڑ دین وہ بوا ہو س لکھنا نہیں ممکن کہی تیرے ملاح سو میں ہی لکھنا

جو کلاب دوزباں ہو وہ زبان دست سخنور میں

سخنور کس لڑکیں امتحاں اپنی طبیعت کے لکھیں کیوں اے دن و نر کو دفتر نعت و دستار  
 بہائیں کیوں عبث و ریاضاحت کے باعث کہ وہ تیری طرح ہیں جو لکھی خامے کی قدرت نے  
 نبوت کو صحائف میں خداوندی کے دفتر میں

زباں اظہار مطلب میں عاجز ہونہ قاصر مری راز دلی کو خوب واقف خوب ماہر ہو  
 اوہر زور پیش ہواں طرف یہ نظم ظاہر ہو سخن یار بے دلی تشریف کے ساتھ حاضر ہو  
 سند لے کر کو سرکار قبول خاص دار میں

ہے شاداب گلہا وقت سے چمن میرا ہے شستہ ہمیشہ آگے ترے دامن میرا  
 ہے حاسد کے دل میں شین نہ ہاں میرا ہے پہنے ہوئے قرآن کا جامہ سخن میرا  
 کوئی حرف غلط آئے نہ ہو امیرے دفتر میں

کرپاں اس نعت کی تحریر میں اتنی نہ وہ جلدی خدا فرط اس و خاریہ کے سن لکھتے گوی میری  
 اگر لینا ہی نقل اسکی تو اس میں شرط ہی یہی لکھیں کلاک خلاصے کا کتاب اعمال نقل اسکی  
 مرے انفاس کا دورا لگا کر اپنے مسطر میں

جگر کے خون سے ہے مرجھ گئے نظم لکھی اگر مقبول ہو جائے تو یہ خوش قسمتی میری  
 مگر تصویر وہ ہے جس میں صلیبت رہی باقی لکھیں کلاک خلاصے کا کتاب اعمال نقل اسکی  
 مرے انفاس کا دورا لگا کر اپنے مسطر میں

مرے اشعار پارینہ پہنچ جائیں جو طحا تک سخن زمان جاگن بھول جائیں شعر کنا تک  
 حواس و ہوش رخصت ہوں فق ہو جاچہرہ یہ نعت تازہ شکر عنایت شاخ طوبی تک  
 کے کیا خوب طوطی بولتا ہے باغ سرور میں



نہ لاون دہیان میں ارا کو اسکندر کی شوکت کو  
 ملا کر خاک میں کمدوں حیا کی بادشاہت کو  
 امیروں کو نہ ہوزر کی تمنا میری غیرت کو  
 اسی دلی گدائی سدا سکندر ہو ہمت کو  
 نہ جاؤں میں کہی نہ بار کسری میں نہ فیض میں

نہ بیٹیں مجھ کو احباب نہ کچھ یہ اکریں تم  
 نہ آنکھوں سے بہائیں آنسوؤں کی ندیاں مہم  
 دعا مانگیں تو یہ مانگیں دم آخر ہو عالم  
 سمایا ہو خیال دلربا ہر لحظہ و ہر دم  
 کہ میری جان آنکھوں سے چٹا اللہ کے گہ میں

شاخون ہوں نبی کا یہ ذر لائن سے کوئی کدو  
 مودب ہو کر آئیں اور کریں برتاؤ ہی اچھے  
 جو پوچھا اور کچھ مجھے سنیں گے اور کچھ مجھے  
 نیک و منکر آئیں قبر میں میری ہی کہتے  
 کہ سوار ام سے یاد خدا تب خمیہ میں

رسول پاک کی وقت میں دم توڑوں جو مضطر  
 کریں احسان اتنا زائرانِ روضہ انور  
 کفن سے بڑا تامل کھولیں منہ لاش پر آکر  
 لگا دیں خاک پا ممدوح کی مداح کو منہ پر  
 تیمم کر کے داخل ہوں نماز صبحِ عشر میں

جب جا رہے ہوں لوگ تہ تر خوف کے کانپیں  
 مجھے اُس وقت بھی سب اہلِ محشر طہن دیکھیں  
 مرد بگری ہو سب کام دہ حرفوں میں جانیں  
 سفارتِ ظلمہ ہو موٹی گا میں دست بستہ میں  
 پکا ہوں جب مجھے درگاہِ عالیجاہِ داور میں

بسی مستِ جامِ است ابتک میں حق نہیں  
 بسی خمخانہ عرفان کے گرد آسکے نیٹھ میں  
 بسی کرب پہ بستی میں پستایہ نری ہیں  
 تری دیوار کو سارے میں جہرِ مٹا ہل حق کہیں  
 دم تو حید کی ہو حق ہی تیرے حلقہ مد میں

یہ حالت ہو کر اسکو پین ہی آتا نہیں مگر ابھر رہا کرتا ہے شوق دید میں الٹنٹن کا مضطر

دلکامی دوزخ کے واسطے اپنا رخ انور درود غیر محدود آپ کی روح عظم پر

تسلسل رشتہ ہر جیتا ایک ایک کے ملک ہو رہیں

یہ لازم ہی ہو گا اس کی ہم غافل بنوں مگر ہمارے واسطے دونوں جہاں میں ہی پہنر

پڑیں ہر لحظہ ہر دم ہر گھڑی بس قبلہ ہو کر سلام غیر محدود آل اصحاب مکرم پر

دوام عیش ہے جب تک بہشت روح پرور میں





تضمین

غزل جناب غنبار الملک افتخار الشعر سید اعمار حسین صبا مضطر آبادی

تجھے مالکِ دوسرا جانتی ہے تجھے سب کا حاجت روا جانتی ہے  
تجھے دافعِ ہر بلا جانتی ہے تجھے سب خدائی خدا جانتی ہے

تجھی کو دلی مدعا جانتی ہے

تجھے بیلِ خوشنوا جانتی ہے تجھے قمری با صفا جانتی ہے  
تجھے خوب بادِ صبا جانتی ہے تجھے سب خدائی خدا جانتی ہے

تجھی کو دلی مدعا جانتی ہے

قیامت تھا دنیا سے نصرتِ کلنجر کہوں کیا کس آفت میں تہ جان مضطر  
گراے تھے کھجور میں مٹو غم کے شتر دم نزع دی جان کس طرح بھیر

میرا حال کیا تھا قضا جانتی ہے

نہ تھا کچھ غم بجز غیش و برادر محبت کے تھے قطعِ رشتہ سراسر  
زبان پر تھا جاری ترانہ امِ اطہر دم نزع دی جان کس طرح بھیر

میرا حال کیا تھا قضا جانتی ہے

وہ سنبل کی زلفوں کا نقشہ بگڑنا      وہ سبزہ پہ ادبار کی اوس ٹپڑنا  
 رہا وہ نہ ششاد کا بھی اکڑنا      خزاں جانتی ہے چین کا اُجڑنا  
 گلوں کا بکھڑا ہوا جانتی ہے

تری شان ایسی ہے اور تو ہی ایسا      رباں ہو تو کلمہ پڑ ہیں بت ہی تیرا  
 خدا کی قسم میں نہیں جھوٹ کتا      خدائی خدا تجھ کو کہتی ہے اپنا  
 خودی ہی تجھی کو خدا جانتی ہے

تری قدرتوں کا جو دیکھا تھا      تجھے سب نے جانا تجھے سب نے سمجھا  
 ابھی نام لیتے ہیں دن رات تیرا      خدائی خدا تجھ کو کہتی ہے اپنا  
 خودی ہی تجھی کو خدا جانتی ہے

دراغور کر طیش کے ولے پر      کہ تیرا تو ہوتا ہسم نوادہ مخور  
 نہ ہر اجدیکے بڑے اُسکے نیو      بسا چلے ملک عدم اب تو مضطرب  
 یہ دنیا تو تجھ کو برا جانتی ہے

تخمیں غزل خاک کے طیش حزیں میں تصنیف بلبل گلزار سخن دانی و طوطی پر شکر نثار  
 خوش بانی عالی جناب مولوی مفتی اسد حیرن صاحب المصنوع لبر متوطن قصبہ ضلع بہار

کس پردہ خلوت میں ہیں انوار محمد      مخفی ہے کہاں پر تو رخسار محمد  
 پنہاں ہے کہاں طرہ طرار محمد      اللہ کہیں جلد ہو دیدار محمد  
 محشر میں تڑپتے ہیں طلب کار محمد



کیا کفر نہ مرض عشق شہنشاہ جہاں ہے آرام جگر راحت دل راحت جہاں ہے  
تجایہ مرلیضان پیمر کا بیاں ہے تقدیر میں اچوں کی یہ آزار کہاں ہے

اچوں سے کہیں اچھے ہیں بیمار محمد

ہم خاک نشیں کوئے شہنشاہِ زمین کے مشتاق نہیں داد کی سارا وقت کے  
واللہ کہ قائل نہیں اس رنگ سخن کے رضواں نہ سنگھا پھول ہیں پری حنین کے

مستیم زبوں گل گلزار محمد

یہ شانِ خداوندیہ اللہ کی قدرت ترتیب ہوئی نور سے اک نور کی صورت  
ظاہر ہوئی پھر صانع قدرت کی صیغت حضرت کی ولادت سی مٹی کافر کی ظلمت

عالم میں چمکنے لگے انوار محمد

محروم کہیں دردِ جدائی سے نہو جائیں بے غم خاشاکِ بلہ پائی سے نہو جائیں  
ایسے کہیں نالوں کی رسائی سے نہو جائیں اچھے کہیں قسمت کی بُرائی سے نہو جائیں

اس غم میں گھلی جاتے ہیں بیمار محمد

پڑے مئے تخیل سے پیمانہ عاشق دیکھو تو ذرا حالتِ مستانہ عاشق  
اے نامِ خدا زینتِ کاشانہ عاشق روشن ہے تصور سے سیہ خانہ عاشق

اے صلی علیٰ روئے پرا نور محمد

کچھ لوگ ہدایت کے منے لوٹ رہے ہیں کچھ رحم کے رحمت کے منے لوٹ رہے ہیں  
کچھ لطفِ شفاعت کے منے لوٹ رہے ہیں کچھ عطا و نصیحت کے منے لوٹ رہے ہیں

کچھ لوٹ رہے ہیں سرِ مبار محمد

وہ حسن وہ جیسے اگر اُن کو نظر آئے      افراطِ محبت سے نہ جانے میں سماتے  
دل میں کہی کہتے کہی آنکھوں میں بھاتے      کیا حال اُدیسِ قرنی اپنا بناتے  
ہوتا جو میسر کہی دیدارِ محمد

وہ حسن کی تصویر تھا وہ حسن کا اقتضا      موزون ہے اگر کہے اُسے نور کا پتلا  
تابندہ کچھ ایسا تھا درخشاں تھا کچھ ایسا      سرِ شرم سے اب تک نہیں ہٹتا نہ نوکا  
دیکھا تھا جو نعلِ سیم رہا ہوا محمد

یہ نشان دلیر اور یہ پایہ میقدر      اس فخر سے ہوتا ہے کہاں کوئی منخر  
قسمت کی رسانی سے جو پہونچا سرِ محشر      یہ نعت پڑھی پیشِ خدا طیش نے جا کر  
چمکا ہے کہاں بلبِل گلزارِ محمد

## تراوشِ کاکِ طیشِ گناہ گارِ بر غزلِ خود

سب ہو تو چکے جمیع دل بانگِ محمد      اب کیون ہے نہاں جلوہٴ خسارِ محمد  
پسے سے نمودار ہوں انوارِ محمد      اللہ کہیں جسدِ ہو دیدارِ محمد  
محشر میں ترپتے ہیں طلبِ گارِ محمد

اُن میں کوئی رحمت کا سزاوار کہاں ہے      اور رحمت حق اُن کی خریدار کہاں ہے  
اس طرح خدا اُن کا طلبِ گار کہاں ہے      تقدیر میں اچوں کی یہ آزار کہاں ہے  
اچوں کی کہیں اچھے ہیں بیمارِ محمد



مانا کہ زرد سیم سے پُرانکا مکان ہے      مانا کہ جلے چٹکے ہیں اور نخت جوان ہے  
مانا کہ میرا نہیں سب عیشِ جہان ہے      تقدیر میں اچھوں کی آزار کہاں ہے

اچھوں کی کہیں اچھے ہیں بیمار محمد

تعریف میں پیدا کئی کیا کیا نہ شاگوئے      دکھلاتا ہے کیوں سبز ہیں باغِ تو اسیر  
ان کی تو کہیں خار مدینے کی ہیں اچھے      رضواں نہ سونگھا پھول میرا پرچم کے

ستیم ز بوسے گل گلزار محمد

بت پوجنے کی ایسی پڑی تھی اہل بیت      کفار تھے صدیوں کی گرفتار حماقت  
تاحتشہ نہ جاتی کہی یہ اُن کی جمالت      حضرت کی ولادت سے مٹی کفر کی ظلمت  
عالم میں چمکنے لگے انوار محمد

حضرت کی ہدایت سے مٹی کفر کی ظلمت      حضرت کی شجاعت سے مٹی کفر کی ظلمت  
حضرت کی رسالت سے مٹی کفر کی ظلمت      حضرت کی ولادت سے مٹی کفر کی ظلمت  
عالم میں چمکنے لگے انوار محمد

ڈرے کہ تشکا کا کہیں کچھ ذکرِ بن پائیں      ڈرے کہ اٹھا کہیں کچھ آگے نہ فرمائیں  
ڈرے کہیں دھوکے سے دوا پی کر پیتا ہیں      اچھے کہیں قسمت کی بُرائی سے ہو جائیں  
اس غم میں گھلے جلتے ہیں بیمار محمد

اب عیشِ مسرت کی یارِ عاشق      اب کوئی سنے غور کی افسانہ عاشق  
دیکھے کوئی اب زینتِ کاشانہ عاشق      روشن ہو تصور سے یہ خانہ عاشق

اے صلی علیٰ علیہ وسلم پر انوار محمد

الحامد سے کچھ کفر سے کچھ ٹوٹ رہی ہیں پنچہ سی معاصی کے بہت پیچھوٹ رہی ہیں  
کچھ وجد میں ہیں سینہ دس روٹ رہی ہیں کچھ وعظ و نصیحت کے مزد لوٹ رہے ہیں

کچھ لوٹ رہے ہیں سربار محمد

غش ہو کے نہ موسیٰ کی طرح ہوش میں آئے تاعمر کبھی وجد سے فرصت ہی نہ پاتے  
یا قدموں پہ گر کر عدم آباد کو جاتے کیا حال اویس قرنی اپنا بستاتے

ہوتا جو میر کبھی دیدار محمد

یہ حال نہامت سے ہوا کیا مرہ نوکا بدلتا ہوا بالکل ہے سراپا مرہ نوکا  
آتا ہے نظر اور ہی نقش مرہ نوکا سر شرم سے اتیک نہیں اٹھتا مرہ نوکا

دیکھتا تھا جو فعلِ سیم رہوا محمد

جب اٹھکے چلے گھر سے کہیں بید و لا سوراہین ہدایت کی ہو کج چال سے پیدا  
ہر کام میں انداز نکلتا تھا کچھ ایسا گمراہوں کو ملتا تھا جادہ رہ حق کا

جب دیکھتے تھے راہ میں رفتا محمد

آنسو نہیں عرق خون پر شربت کی جگہ اب نگرے جگر و دل کی میں معجون مرکب  
بے مثل یہ شخص ہے اور البسا ہے بحرب نذرہ مرص عشق کی تاثیر ہے میں صوب

مر جائیں عتفا پائیں جو بار محمد

ہر حرف کو اک نور کی تصویر بنا کر سرفاں کی ہر اکلف کو پوشاک پسند کر  
ہر شعبہ کو توحید کے پہلوں میں بسا کر بیعت پڑھی پیش خدا طیش جا کر

جکا سے کہاں بیل گلزار محمد



## خمسہ بر غزل خود

گھر سے نکلے اور ہوائے شوق میں کھڑے چلے      صورتِ صبر تھا چلنا صورتِ صبر چلے  
ایسی صورت میں بہلا ہمارا کیا ہر چلے      زلف و رخ کی یاد میں حبِ بدلِ مضطر چلے  
سو دِ طبیہ یوں چلے شب بہ چو دن چلے

خوف سے پریش کی سب لہزاں طوطہ مضطر چلے      وہ ہمیں تھی۔ دیکھتے فردوس کا منظر چلے  
کیا کہیں کیوں مطمئن تھے اور کیا لیکر چلے      حشر میں عاصی جو پیشِ داو و محشر چلے  
ہم غفل میں لیکے نعتِ پاک کا دفتر چلے

اُسکی رندی کا ہر اک نیندار وہ قائل ہوا      فضل حق وہ دیکھو اُسکے حال میں شامل ہوا  
پایہوسی کا شرفِ رضاں کو وہ حاصل ہوا      میکشِ حُبِ نبی وہ خلد میں داخل ہوا  
وہ چھلکتے کوثر و نسیم کے ساغر چلے

تھے تصور میں جو گیسوئے پریشانِ نبی      مبتلا تھا سولہاؤں میں ثنا خوانِ نبی  
تھی ابیِ آشفنگی شامِ عرب انِ نبی      ناگماں یاد آگئے فرقت میں مڑگانِ نبی  
سیکڑوں پہ تو رگِ جاں کی طرف نشتر چلے

نعتِ فرحتِ فزا پہ چھڑے پہ چھڑے      جپہ ہو صدمِ حباب پہ چھڑے پہ چھڑے  
میں تری صدیقی ذرا پہ چھڑے پہ چھڑے      ذکرِ چشمِ مصطفیٰ پہ چھڑے پہ چھڑے  
پہر وہی ہو حق ہو ساقی پہر وہی ساغر چلے



جتنے ستارے مئے عروان کرتے کج  
ہاں اسی دھن میں ہی دکھش ترانہ پڑی  
میر کوثر کی قسم تجکو خدا کے واسطے  
ذکر چشم مصطفیٰ پر چہیز دے پر چہیز دے

پروہی ہو حق ہو ساقی پروہی ساغر چلے

چنپ تے ایسے مرتد مہندہ گویا سل گئے  
سو دوزخ دل میں کیتی ہو سہل گئے  
کفر اور الحاد کے ہم کو نتیجے مل گئے  
جس لڑائی میں ذرا حضرت کو ابرہہ مل گئے

قلب کفار کے چہرے ان چلین خنجر چلے

تھی نظر کمزور حیدر کام کرتی کسطح  
طرز اس گھر کی نظرمیں اپنی بھرنی کسطح  
بحث و محبت کی فرشتوں کی شہر کی کسطح  
بے چراغ ایسواندھیر میں گندنی کسطح

دل پہ داغ عشق احمد قبر میں لیکر چلے

روز و راز سے جو گئی ہیں عیش میں عشرت میں  
چین کر دی ہیں مزی میں ہنسی فرحت میں  
ہیں زیارت کو مشرف سایہ رحمت میں  
ہم ضعیف ناتواں تک اسی حیرت میں

کس طرح پہونچو مدینے اور ہم کیونکر چلے

آہ دل چاہے اگر اک نشین تاثیر کو  
پائے کب نے عرش بالاے زمیں تاثیر کو  
جنب میں پاتے ہیں دنیا میں کہیں تاثیر کو  
ڈھونڈتی ہیں جا کے تارے بس میں تاثیر کو

دل سے نکالے اور سوئے روضہ اطہر چلے

چپ کٹرتے بادل پرورد چشم شکبار  
اپنی جہوں کی سیکاری سے اپنی شہسار  
منظر لطف و کرم کے رحم کے امیدوار  
ہم گنہگاروں کو محشر میں جو دیکھا بے قرار

آپ کس دعویٰ سے شہین اور محشر چلے



جلوہ فرما آج تک کوئی ہوا کب سپرخ  
 پہونچے سردارِ دو عالم کے قدم جب سپرخ  
 شوق دیدار کے پتیا تے حسبِ سپرخ پر  
 پائیوسی کیلئے معراج کی شب حسبِ سپرخ  
 کس تناس سے مگر مل چلا اختر چلے

منفصل ہو گناہوں سے تھا ایسا حشر میں  
 آنکھ سے جاری ندامت کا تھا دریا حشر میں  
 سر جکا و شرم سے تھا کھڑا تھا حشر میں  
 ایسے مجرم کو جو تھا خود پیش کرنا حشر میں  
 طیش کو ہمراہ لیکر شافعِ محشر چلے

## تخمین لے لیں دیکر حشر اعتبار الملک مضطر خیر باد

ہے دس سے دامنِ دنیا نہ لپٹے گلے سے گریبانِ دنیا  
 نہ ہو عمر ہر سر پہ احسانِ دنیا اتنی مٹا دل سے ارمانِ دنیا  
 نہ کر مجھ کو محتاجِ سامانِ دنیا  
 یہی دل کی ہے آرزو محصلی دے یہی تجھے ہے گفتِ گو محصلی دے  
 نہ کہتا پروں چپا رسو محصلی دے گلوے تعلق کو تو محصلی دے  
 دبا تے طوقِ گریبانِ دنیا  
 یہ ڈھکیں دم نکل کر نہ چل دے دعا مانگنے کی نہ فرصت اہل دے  
 تسلی مجھے آج ہی بر محسل دے اکی تو اپنے کرم سے بدل دے  
 مرا خطِ قسمت ہے عنوانِ دنیا



جہنم کا در ہے یہ زندانِ عالم      فنا کی خبر ہے یہ زندانِ عالم  
عجب پر خطر ہے یہ زندانِ عالم      صعوبت کا گھر ہے یہ زندانِ عالم  
مصیبت کا رہنا یہ یوانِ دنیا

نہ جاگیر و منصب نہ زر چاہتا ہوں      نہ الماس و عمل و گھر چاہتا ہوں  
جہاں میں کوئی شے اگر چاہتا ہوں      ترے درد کا دل میں گھر چاہتا ہوں  
نہیں مجھ کو درد کا رازِ رمانِ دنیا

یہی انفعال اور زناست ہے کیا کم      کہ بارِ معاصی سے ہے سر مرچشم  
سدا چشمِ خون بار رہتی ہے پرِ غم      نہ رکھ مجھ کو شہرِ مندہ اہلِ عالم  
نہ رکھ میری گردن پہ احسانِ دنیا

رہا طیش کی طرح سے اسکو بھی کر      کہ قیدِ بلا میں ہے حال اُس کا اتبرا  
سوا تیرے بیکس کا ہے کون یاور      چڑا تو ہی یار کب ہو جانِ مضطر  
اسیرِ غم و رنج عصیانِ دنیا

